اٹھتے ہیں حجاب آخر

مجیب الرحمٰن

علامہ اقبال نے اپنی ایک نظم میں سینما کو ''صنعتِ آذری'' کہا ہے۔ اقبال کے بقول جیسے ''صنعت آذری''، ''شیوۂ کافری'' تھا۔ ایسے ہی سینما بھی ''شیوۂ ساحری'' ہے۔

وہ مذہب تھا اقوامِ عہدِ کہن کا
یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے

ٹیلی ویژن کی ایجاد سے یہ ''صنعتِ آذری'' اور ''شیوۂ ساحری'' سر چڑھ کر بولا اور گلی گلی، نگر نگر بلکہ گھر گھر، در در ''منی سینما'' کھل گئے اور پھر یوں ہوا کہ ''دنیا تمام بزم خرافات ہوگئی''، لیکن اس سب کے باوجود اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کچھ حدود و قیود بہر طور باقی رہیں اور دیکھنے دکھانے والوں کی حالت کچھ یوں رہی:

کچھ انھیں اجتناب سا کچھ مجھے احتمال سا

لیکن نائن الیون کے واقعے کے بعد روشن خیالی کے عہد تاریک کا آغاز ہوا اور آزادیٔ افکار کے نام پر ''جدت کے، عبادت کے، اشارت کے لذائذ'' یوں بڑھتے گئے کہ

فریب دم گہ رنگ و بو معاذ اللہ

ابھی کچھ عرصے قبل گاؤ تکیے سے سہارا لگائے اخبار دیکھتے دیکھتے ایک خبر پر جا کر نظر ٹک گئی۔ ایک معروف کالم نگار نے اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ ہالی وڈ کے اداکار رچرڈ گیئر اور بھارتی اداکارہ شلپا سیٹھی کی آپس میں چوما چاٹی اور بوس و کنار کی فلم ایک پاکستانی چینل پر بار بار دکھائی جا رہی تھی کہ ''ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ''

رسماً تو ایک بوسہ ہے کافی دمِ وداع
لیکن مزہ جو آئے تو دو تین کیوں نہ لیں
(اکبر الہ آبادی)

خبر پڑھتے ہی ''بجلی سی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے'' دیر تک یہ کیفیت رہی۔ اینکہ می بینی بیداری است یا بخواب! ایک محلے دار جو خیر سے نماز باجماعت کے پابند ہیں، سے اس بات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ یقین نہیں آتا کہ اتنی جلدی ایسا بھی ہوگا۔ وہ ہنسے اور کہنے لگے۔ یقین کرنے والی بات ہے تو نہیں، لیکن میں نے خود دیکھا ہے! اس پر ایک اور جھٹکا لگا۔ ابھی

پوچھنے ہی والا تھا کہ حضرت آپ بھی! وہ گویا ہوئے:

''اب ہم کیا کرتے، ہم تو خبریں دیکھ رہے تھے کہ اچانک خبروں میں ہی انھوں نے یہ خبر بھی چلا دی اور یوں تیرا مجبور کر دینا، میرا مجبور ہو جانا کے مصداق انہونی ہوگئی۔''

اُٹھی جاتی ہیں جذبِ حسن سے بے اختیار آنکھیں
ہوا جاتا ہے سارا زہد و تقویٰ نذر حیرانی
(حضرت مجذوبؒ)

میری چشمِ تصور میں کئی مناظر گھوم گئے۔ ایک ایسے گھر کا منظر جہاں ایک والد نے اپنی جواں سال بیٹی، اپنی بیوی اور دوسرے معصوم بچوں کے ساتھ یہ سین دیکھا ہوگا تو ''چھا گیا ہوگا دھواں، گھوم گئی ہوگی زمین'' جواں سال حیادار بیٹی کے ''رنگ چہرے پہ کئی روز نہ آیا ہوگا'' نوخیز جواں بچے جن کے نفس امارہ نے یہ منظر دیکھ کر نعرہ مارا ہوگا ''حاصل دل مقصد دل مطلب دل، جان دل'' اور ایسی کتنی ہی لڑکیاں ہوں گی جنھوں نے اکیلے بیٹھے ہوئے اس منظر کو دیکھا ہوگا پھر خلوت میں نفس وشیطان نے کتنے ہی لڑکے، لڑکیوں کے اذہان میں ''ایکشن ری پلے'' چلایا ہوگا، کتنے ہی نفوس میں ہیجان نفسانی پیدا کیا ہوگا اور کتنوں نے خدا جانے کتنے ہی عرصہ تک یہ لطف عریانی لیا ہوگا:

تیرے ہی بال بکھر جاتے ہیں دیواروں پر
تیری ہی شکل کتابوں میں نظر آتی ہے

اور پھر اس منظر نے کتنوں کی زندگی کے پیش منظر اور ڈگر کو بدلا ہوگا۔ خیال آیا کہ اب ایسی خبریں آنا شروع ہوں گی کہ کسی غیرت مند باپ نے ایسے حیاباختہ منظر کو دیکھ کر اپنا ٹی وی سیٹ توڑ ڈالا۔ کسی باحیا ماں نے گھر میں ٹی وی دیکھنے پر پابندی لگوا دی۔ کچھ ایماندار والدین نے اس پرائیویٹ ٹی وی چینل کے دفتر کے سامنے احتجاج کیا کہ ابلیس کی ایجاد آزادئ افکار کے نام پر ہماری نسلوں کے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈالو۔ کسی دینی سیاسی جماعت نے اپنے پلیٹ فارم سے صدائے احتجاج بلند کی کہ ایسے حیا سوز مناظر سے دین وایمان کے خرمن پر بجلیاں نہ گراؤ لیکن ہائے افسوس ایسا کچھ بھی تو نہ ہوا۔ گھر میں ٹی وی پر ایسے حیاباختہ منظر چلتے ہی رہے اور لوگ اپنے دین وایمان کا سودا کرتے رہے۔ وہ جن کے پاس اپنی بات پہنچانے کے لیے پلیٹ فارم ہیں۔ منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے رہے اور جمہوریت کا راگ الاپتے رہے۔ یہاں ''آدمیت پر تسلط ہو گیا ابلیس کا'' اور وہ دین وایمان کا دفاع کرنے کی بجائے جمہوریت کی جنگ لڑتے رہے۔

''گردشِ ایام'' مجھے اٹھارویں صدی کے ایک ایسے دن لے گئی جب دلّی پر عظیم مغلوں کی نسل کا ایک تاجدار شاہ عالم حکمران تھا اور عظیم مغلیہ سلطنت آخری سانسیں لے رہی تھیں۔ تب ایک مسلمان غلام قادر روہیلہ محل میں داخل ہوا اور شاہ عالم ثانی کی اولاد اور خاندان کے سامنے بادشاہ کے سینے پر سوار ہوا اور خنجر سے اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیں۔ خیر تاریخ میں آنکھوں میں سلائیاں پھیرنے کے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ تاریخ کے طالب علم کے لیے یہ ''معمولات'' کا درجہ

رکھتے ہیں لیکن اس کے بعد غلام قادر روہیلہ نے ایسی پستی کا مظاہرہ کیا جس کی مثال ہماری تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ اُس نے حرم کی خواتین کو رقص کرنے کا حکم دیا۔ اقبال نے ''بانگِ درا'' میں اس واقعہ کو یوں منظوم کیا ہے:

رہیلہ کس قدر ظالم ، جفاجو ، کینہ پرور تھا　　نکالیں شاہِ تیموری کی آنکھیں نوکِ خنجر سے
دیا اہل حرم کو رقص کا فرماں ستم گر نے　　یہ اندازِ ستم کچھ کم نہ تھا آثارِ محشر سے
بنایا آہ سامانِ طرب بے درد نے اُن کو　　نہاں تھا حُسن جن کا چشمِ مہر و ماہ و اختر سے
لرزتے تھے دل نازک قدم مجبور جنبش تھے　　رواں دریائے خوں شہزادیوں کے دیدۂ تر سے

آگے چل کر اقبالؒ لکھتے ہیں کہ غلام قادر روہیلہ نے سونے کا بہانہ بنا کر اپنی آنکھیں موندلیں اور اپنا خنجر قریب ہی رکھ لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اُٹھا اور تیموری حرم سے کہنے لگا کہ میرا یہ سونا اور آنکھیں موندنا تو محض بناوٹ اور تکلف تھا۔ اس سب سے میرا مقصد یہ تھا کہ کوئی تیمور کی بیٹی مجھے غافل سمجھ کر میرے ہی خنجر سے میرا کام تمام کر ڈالے لیکن افسوس:

مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر
حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے

خیال آیا کہ مذکورہ ٹی وی چینل کے کارپردازان کا ان مناظر کے دکھانے سے مقصود کہیں پاکستانی قوم کا ''پیمانۂ حمیت'' معلوم کرنا تو نہیں تا کہ اس کے بعد دھڑا دھڑ ایسے پروگرام دکھا کر قوم کو بے غیرت وکودن بنایا جائے اور ''زن'' کو ''نازن'' اور ''چراغِ خانہ'' کو ''شمعِ انجمن'' بنایا جائے۔ پاکستانی مسلمان عورت ''خاتونِ خانہ'' سے ''سبھا کی پری'' بن جائے اور ''شوہر پرست بی بی''، ''پبلک پسند لیڈی'' بن جائے۔ کچھ بعید نہیں کہ اس طرح کے سین اور پروگرام دیکھ کر کل کو ''ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی برات میں'' اور ''سروباز و وساق وسینہ وزانو'' کو کھلا رکھنے والی تو مہذب جب کہ برقعہ میں چھپی خاتون کا رویہ سراپا جہل و نادانی کہلائے جو غیر مردوں سے نہ ملے تو وہ بدخلق اور وحشی اور جو غیروں کے ساتھ ناچے تو یہ عین تہذیبِ انسانی کہلائے۔ یہ ''قاصرات الطرف'' (نیچی نگاہ والیاں) کو ''شوق تبرج'' (اپنا ہار سنگھار دکھاتے پھرنا) میں مبتلا کرنے کا ایک پروگرام ہے اور اس کے اثرات یہاں وہاں نظر آنا بھی شروع ہو گئے ہیں۔ ہماری خواتین کے لباس کی قطع و برید اس ''انقلاب'' کا پتا دے رہی ہے جو کچھ ہی عرصہ میں اپنا رنگ دکھانے والا ہے۔ آستین سکڑ کر Half Sleeve کا روپ دھار چکی ہے۔ گلے کی ساخت کچھ یوں بن گئی ہے کہ سینے اور کندھے کے زیادہ سے زیادہ حصے کو ظاہر کر سکے اور ''تن یاسمیں'' پر ایسا ''باریک لباس مصفیٰ'' پہنایا جا رہا ہے کہ ''خود بھی شرمسار ہو مجھ کو بھی شرمسار کر'' مصداق۔ ہائے افسوس، وائے افسوس!

ردائے دین و ملت پارہ پارہ
قبائے ملک و ملت چاک در چاک
(اقبالؒ)